

M.B. KHAN ARTIST ... LUCKNOW

جلد ۴ نمبر ۴۲

مضامین غیر

یکشنبہ ۲ر نومبر ۱۹۲۴ء

نوبہار

نمبر (۲)

ممکن ہے کہ جناب افسر نے یہ ڈراما اورنگ زیب عہد کی اُردو میں لکھا ہو مگر ہم کسی کتاب یا تاریخ کا حوالہ پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ عہد اورنگ زیب میں اُردو کی یہ برزخ تاریخ کی کتاب سے ثابت نہیں نہ اسوقت کی کوئی تصنیف نثر ہمارے علم میں ہے جو اس زبان میں لکھی گئی ہو۔ شعرا کا کلام البتہ موجود ہے۔

نثر میں قافیہ کا التزام متاخرین نے خود ہی ترک کر دیا۔ قافیہ پیمائی کی بدولت صنعت تالیف کا جھول اور بے ربطی کا عیب اکثر جملوں میں ہو جاتا تھا۔ ایں ہمہ محاورے میں تصرف کی کوئی نظیر پیش نظر نہیں ہے۔ مگر ہمارے افسر صاحب نے بمقتضائے قدامت پروری اپنے ڈرامے میں قافیہ کا التزام بھی فرمایا ہے اور اس شد و مد و کد و جد سے کہ محاورے کی جان پر بن جائے تو بقول جانصیبین کے جوتی کی نوک سے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"بے وقوف مراد تجھے کیا ہو رہا ہے..... تو خواب غفلت میں پڑا سو رہا ہے"۔

ایک مصرعہ شراب کی مذمت میں ہے ؎

"تمیز و ہوش کو اک بوند پانی سے ڈبوتی ہے"

نثر میں "کیا ہو رہا ہے" کا محل استعمال نہیں نظم میں سے کی جگہ میں ہونا چاہیے۔ "کر دیا ہو گیا ہے یا کیا ہوا ہے" کہتے تب بھی قافیہ باقی رہتا لیکن ... ہے جب ردیف ہے تو قافیہ ہوا ... کیا۔ محاورہ گیا قافیہ کی دُم میں۔

دلی کے بعض جُہلا سوتے میں "ہو رہا ہے" کی جگہ "سوتے میں کیا ہو رہا ہے" بولتے ہیں اور اسی محل پر بولتے ہیں اسی طرح لکھنؤ کے برف والے ملائی کی برف کو ... کہتے ہیں۔ ڈرامے کے مؤلف نے دونوں جگہ کے بازاریوں کی ... رنگا خاصی تقلید کی ہے۔ نثر کے شکر گزار دہلی والے نظم کے احسان مند لکھنؤ والے۔ مولانا شبلی کے قصیدہ کا ایک مطلع ہے ؎

بر من ایں ہمہ بلا از لب جاناں آمد
چہ تواں کرد بہ دردے کہ ز درماں آمد

افسر صاحب فرماتے ہیں ؎

سامنے تم آ گئے میں دل پکڑ کر رہ گیا
میری قسمت سے دوا نے درد پیدا کر دیا

اگر "پکڑ کے" "دل تھامنے" کا مضمون ہو تو قرآنی مضمون واحد ہے۔ افسوس مولانا شبلی بیچارے دل کی پکڑ دھکڑ سے واقف نہ تھے انھوں نے لب جاناں کے سراپئی بیماری کا الزام رکھا اور یہ الزام پر لطف ہے مگر معشوق کے سامنے آتے ہی کسی چیز کو خواہ دل ہی کیوں نہ ہو پکڑ کے رہ جانے کا روگ بالکل لطف سے خالی ہے۔ یہ روگ شاعر ہی کو نہیں ہے بلکہ جو کوئی ایسے نالوں کی صدا سنتا ہے وہ بھی اسی میں مبتلا ہو جاتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ؎

کیا صدا تھی سننے والے دل پکڑ کر رہ گئے
تیرے نالوں نے تو محشر بپا کر دیا

ہائے بیچارے ..... رہ گئے نہ؟ بُرا ہوا۔

اسی غزل کا ایک اور شعر ہے ؎

وحشت آوارگی کی بدولت چار تنکے چن لیے
آشیاں کا میری وحشت نے سہارا کر دیا

دل تو وحشت یا جنون عشق میں جھونجھ کا خیال کیسے ہوتا ہے؟ دوسرے آشیانے (جھونجھ) کے لیے چڑیاں اسوقت تنکے چنتی ہیں جب انڈے دینے والی ہوتی ہیں۔ بچے جب اچھی طرح چرنے چُگنے لگتے ہیں تو ماں باپ ان کو جھونجھ سے نکال دیتے ہیں تا وقت بلوغ کامل وہ آشیانہ نہیں بناتے درختوں پر بسیرا لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ انسان کے واسطے وحشت جھونجھ بنانے کا سامان مہیا کرتی ہو اس قدرتی آئین کی اطلاع ہمیں نہیں۔ ہمیں اسقدر معلوم ہے کہ وحشت آشیانے کی دشمن ہے۔ سیکڑوں تنکے چننے والے دیکھے مگر چھپر یا جھونپڑی کے لیے چار تنکے جمع کرتے کسی وحشی کو نہ دیکھا۔ ایک بھیک مانگنے والے کی صدا ہے ؎

کنکریاں چن محل بنایا لوگ کہیں گھر میرا رے
نا گھر میرا نا گھر تیرا چڑیا رین بسیرا رے

اس صدا میں کنکریاں چننے اور محل کی جگہ جھونجھ کہیے اور شاعر صاحب کو سنا دیجیے۔ اسلیے کہ زمانہ ترقی کر گیا ہے وہ دن گئے جب قلندر دلیل ... سمجھا جاتا تھا اب سوویٹ گورنمنٹ ایک ترقی یافتہ گورنمنٹ ہے اور اسکا خیال شاعر صاحب کی تخیل سے متبائن ہے۔ خالی تنکے چننے سے آشیانے میں حق سکونت قوی نہیں ہو سکتی خصوصاً بحالت وحشت تو بالکل ساقط الاعتبار ہے۔

زبان کی خامیاں رخصت۔ اب قصّے کی بساط ہم اٹھاتے ہیں ... کا جاتا بھی دیکھیے جس سے واضح ہوتا ہے کہ تہذیب و ترتیب واقعات میں بھی عجب خوش سلیقگی مولف صاحب نے فرمائی ہے۔ ... مدت افسانہ کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔ مختصراً یہ اورنگ زیب کا لشکر دارا شکوہ پر فتح پانے کے بعد مقیم ہے۔ اورنگ زیب کا چھوٹا بھائی مراد اپنی فرودگاہ میں ہے۔ بڑے بھائی صاحب اس خیمے یا عمارت (جو کچھ ہو) میں بغیر اطلاع گھس جاتے ہیں (غالباً خلاف حکم شرع تجسس کی نیت سے) اور چھوٹے بھائی سے سوال کرتے ہیں "مراد تم آ گئے؟ تمھاری لونڈیاں بھی آ گئیں؟ کل سینہ فرانسیسی کچھ بوتلیں شراب کی یہاں چھوڑ گئے تھے۔ غالباً وہ پھینکدی گئی ہوں گی۔ میں نے کہا کہ کہیں تم وہ سب پی نہ جاؤ"۔ چھوٹے بھائی صاحب فرماتے ہیں "ابھی پھنکوائیے نہیں۔ آج تو جشن (مسرت) کا پورا سامان ہوگا رنگین شراب بھی ہوگی زن بازاری بھی ہوگی۔ آپ کا بڑا احسان ہوگا"۔

تنبیہ کے لیے اتنا خلاصہ کافی ہے۔ ... سمجھ سکتا ہے ... شہزادوں کی تربیت و پرورش اگر ایسی ہی ناقص تھی

کہ چھوٹے کو بڑے کا ادب نہیں بڑے کو منھ در منھ ایسی باتیں پوچھنے کی غیرت نہیں تو یہی بات۔ ہم نے اگلے زمانے کے بڑے دیکھے ہیں انکے آداب ہمیں یاد ہیں۔ بڑے بھائی کے سامنے ذکر تھا تو پیتے نہ تھے بھلا شراب کجا۔ مصنف صاحب نے آجکل کی نامعقول بے تکلف اسکولی تعلیم و تربیت پیاس فرما کے ایسا بھونڈا نقشہ کھینچا ہے جسے دیکھ کے اگلی تہذیب شرم کے مارے زمین میں گڑی جاتی ہے۔

دلی کے معمولی شرفا اپنے گھروں میں بے تکلف رہے نہیں جاتے مگر یہ شاہزادوں کی بارگاہ ہے بارگاہ بھی نہیں خلوت خانہ ہے چھوٹے بھائی کے خلوت خانہ میں بڑے بھائی صاحب دندناتے گھس جاتے ہیں اور قبل از سلام و مزاج پرسی بے تکلف رنڈی اور شراب کا تذکرہ چھیڑ دیتے ہیں۔

غالباً وہ کتاب جس سے یہ واقعات اخذ کیے گئے ہیں ناقص ہے اگر مصنف صاحب اسی کتاب کی نقل کو ایکبار پھر مطالعہ فرمائیں تو انھیں ذیل کی عبارت چھوڑ دینے کا ملال ہوگا یعنی:۔

"حضرت اورنگ زیب نے کوک شاستر کے ۱۲ آسن بھی اسی صحبت میں شہزادہ مراد کو عملاً سکھائے اور دیرینک فلسفے .... پر عالمانہ بحث ہوتی رہی بعض طریقوں کے مفر صحت ہونے پر اورنگ زیب کو اصرار تھا مگر کمبخت مراد کسی طرح نہ مانتا تھا آخر جب کمر میں چیک آگئی تو حضرت اورنگ زیب نے زور سے ایک دھول مراد کے سر پر جڑی مراد نے کہا اوہ رخ مکرم عزیز محترم یہ چپت تھی کیسی حضرت نے فرمایا کہ اوہ رخ عو تیری ایسی تیسی ایسے آگھ بولے میں بھی ہوتا ہے تو تو ایسے ہی دلچسپیوں میں عمر گنوائے گا۔ خدا کرے کیا منھ دکھائے گا؟ مراد نے کہا اوہ رخ مکرم عزیز محترم بندہ کو سوزاک بھی ہو گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا ابھی کیا ہے آتشک بھی ہوگی وہ رخ کی عمر کتنی ہوئی آگے سے ورنہ میں گرتا ہم ایسی بے دینیوں سے توبہ کر لیں جب تک ہو سکے تجھے اس فن کبیرہ کے ارتکاب سے باز رکھنا چاہتا ہوں اپنے بھائی۔ ہندوستان کے مسلمان بادشاہ کو کتنی اسلامی دنیا اور اکبر بنکے جاتا ہے"

مراد نے اصرار کیا کہ ترنیسیں آپ کی صحبت میں شرابیں بنا جاتے ہیں مجھ غریب بھائی کو آپ ترساتے ہیں یہ کون سا انصاف ہے۔ بندہ قابل تعزیر ہے اور اظہار کا قصور معاف ہے۔ حضرت نے فرمایا! اے ہندوستان کے مسلمان بادشاہ تو تو نرا لڑکا ہے ایک چاشا ماروں گا آنکھا جائے گے گا۔ کیسی شراب کیسا کباب وہ تو کبھی کی پھینک بھی دی گئیں۔ مراد نے کہا۔ ہوں بادشاہ بھائی صاحب جھوٹ نہ بولیے اوچوہا رجا کے بھائی صاحب کے توشے خانے سے شراب کی لاؤ۔ بھائی صاحب آج پی لیجیے دیکھیے زندگی جوانی کے مزے اڑاؤں چھوڑ دیجیوں گا آپ کی پیروی نے آرجان ذلیل میں کر دی ہیں ہوں بوا کوس اور آپ ہیں تانیے۔ اچھا لگے ہاتھوں پانچ چار لٹھے ترت ...... کے تو بتائیے آجکل جو بیان نے بھی بہت ستایا ہے۔ ادھر آ او رنڈی ذرا ایک بوسہ تو دو لوا۔ اچھا تو نہیں آئی تو میں خود تیری پیشانی کو آتا ہوں۔ پیروں کے استقبال کو مجھے خود جانا چاہیے ایک اپنے لیے لاؤں ایک بھائی صاحب اوخ مکرم عزیز محترم کے لیے لیجیے اوخ مکرم لذت سماع کے ساتھ آپ کو ذوق ... بھی حاصل ہے یا نہیں۔ واللہ نظرے خوش گذرے۔ تمہارم گما رہی سہی۔ سچ پوچھیے تو آپ ایسے موقع پر یہ اصلاح تشریف لاتا ترنیسیں شربت مخدوم بھائی جہنم کی رہنمائی کا تماشا دیکھنا اور خالی خولی منھ سے استغفراللہ تو بہ معاذاللہ کہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کیونکر اوخ مکرم کو ایسے امور سے دلچسپی ضرور ہے۔ دیکھیے زندگی بھر کی سہی۔

ابھی لکھنؤ میں بھی شہزادوں کے دو ایک گھر موجود ہیں اور غالباً لٹی ہوئی دلی کی سلطنت میں بھی دو چار گھر موجود ہوں گے۔ باوجود سلب اختیارات اور افلاس کے شہزادوں کی بات چیت کا اندازہ انکی خود داری و بزرگی کا سکہ رکھا دیتی ہے۔ وہ تو صرف اسقدر ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے چھوٹے بھائی مراد کی ازدرگی سے عاجز ہو کر اسکو قید کیا تھا انگریزی ترجمے میں ایسی تیزی چھوڑے ہیں کہ حقیقت زمانہ شاہ صاحب تو تعزیر ہے اسے شاہی رکھ سکھاؤ اور آداب سے تو بھلا کیا ہوگا معمولی گھرانے والوں کی بزرگ دوستی بھی ایسی نہیں بھلی بڑے بھائیوں کی تعظیم تکریم کو اسکولی تعلیم نے سخت نقصان پہونچایا ہے یہ بات آجکل کی تعلیم کی خصوصیات میں سے ہے دو بھائی جو اسکول میں پڑھتے ہیں انگلو یار ہو جاتے ہیں۔ اگلے زمانہ کا قاعدہ یہ نہ تھا۔ خصوصاً شاہ و شہریار زادے جنکی ایک علیحدہ گئے دوسرے علیحدہ جائے سکونت علیحدہ اتالیق علیحدہ خدم علیحدہ۔ چھوٹا بھائی اگر بڑے بھائی کی ملاقات کو جاتا ہے تو بڑے بھائی یہ استقبال اور تعظیم و ادب آپ اور جناب کے سوا تم بھی زبان پر آنے نہیں پاتی۔ بھلا خیال تو کیجیے مراد کو خود اورنگ زیب "ہندوستان کا مسلمان بادشاہ" بھی تسلیم کرتے ہیں اور مراد مراد ہی کہے جاتے ہیں یہ گفتگو بھی ہو رہی ہے۔ کیا دنیا میں کوئی صاحب تمیز اس افسانہ کو عالمگیر کا افسانہ کہہ سکتا ہے؟ یا اس انداز گفتگو کو شاہوں اور شہریاروں کی گفتگو قرار دے سکتا ہے۔ کیا یہ افسانہ اردو کی قدر و قیمت لوگوں کی نگاہوں میں بڑھا سکتا ہے۔ اسی کا نام سحر طرازی ہے اسی کا نام جادو نگاری ہے؟

شاہی زمانہ ہم نے بھی نہیں دیکھا مگر ایسے شہزادے دیکھے ہیں جن میں شاہی آن بان ابھی موجود ہے۔ تھیٹروں میں شاہی دربار کی نقلیں کھائی جاتی ہے۔ اس سے بھی دور کہ رہیے ایک گنوار بھی ان سنی سنائی باتوں پر عقل دوڑاتا اور اتنا جانتا ہے کہ شاہ و شہریار معمولی انسان نہیں ہوتے۔ چنانچہ چند دیہاتی بھائی ایک چوپال میں بیٹھے دیہاتی عادات و اطوار پر گفتگو کر رہے تھے۔ ایک نے کہا "کیا ہے ہوا بھائی گھرانی امیزادی بادشاہ ادا خواہ کس کس ہوتے ہیں دو کیسے ہوتے ہیں؟" دوسرے نے کہا "آ فرمان امین میں بابیسنا

منشی (آدمی) ہوتے ہیں جیسے ہم تم۔ مادگی کمانا اپنا رہتے ہیں جیسے اپنے ہاتھ سے کچھ کرتے دھرتے نہیں ہر کام کے واسطے ایک عہدہ دار ہوتا ہے) ہوتے بھی ہیں کہ کوئی بات چیت نہیں کرتے۔ آدمی (آدمیت) سوچا دے کیا تو ایک ہیرا ہوتا ہے۔

غرض شاہی رعب وداب کی تفصیل بھائی کھراتی نے جب بشترودہ بیان فرمائی تو سوال یہ پیدا ہوا کہ آخر جب یہ ہم تم اور غیر مسلی طرز معاشرت ہے تو بادشاہ سلامت کھاتے کیا ہیں اور کھاتے بھی ہیں یا پھول سونگھ کے زندگی کے دن کاٹتے ہیں۔

بھائی کھراتی اس سوال پر ہنسے اور کہنے لگے "یار ماموں تم بھول کا (لکھو بھی) مشہور ہے آطر شور بہ آیا ہے رہ جے مہاراجے یا دساجن کا کھانے کی کیا کمی ہے (کوئی کھانے کی کمی ہے) بھلا ہیں (صبح کو) اٹھے کلا وترن کرا ما گو (دنگلی مسواک سے فراغت ہوئی) کیم کباب اور گڑ کھانے لاگے (کمخواب اور گڑ کھانے لگے)"

بات ہے تو ہنسی کی مگر بھائی کھراتی غذاؤں میں کسی قیمتی غذا کا نام جانتے ہی نہ تھے انھیں کمخواب (ایک قیمتی کپڑا) یاد تھا اور وہی انھوں نے بطور غیر معمولی غذا کے صرف کر دیا۔ پھر بھی انکی فہم قابل داد ہے کیونکہ انھوں نے شاہجہاں شہر یاروں کے انداز معاشرت کو اپنے قیاس کی بلندی و رسائی کی حد تک پہنچا تو دیا۔ برخلاف ہمارے جادو طراز سحر نگار مصلح اردو عدیم المثال انشا پرداز فقید النظیر شاعر صاحب کے جنھوں نے رودو الف دعا اور انگریزی مراد میں کوئی مابہ الامتیاز ہی نہ رکھا۔

الغرض۔ زبان۔ املا۔ خیال۔ شاعری۔ نثاری۔ و نقشہ نگاری۔ حسن تالیف واقعات (افسانہ نویسی) کوئی چیز اس افسانے میں قابل تعریف و توصیف نہیں ہے ترجمہ کی نسبت کوئی رائے نہیں دی جاسکتی کاش افسانہ سامنے ہوتا تو کوشش کی جاتی البتہ جو شاعرانہ حصہ تو بہار کے اس نمبر میں درج ہے اسکا نتیجہ (علاوہ ان امور کے جنکو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں) صرف اسقدر نکلتا ہے کہ شراب بڑی چیز ہے جسے اسکی عادت پڑی اسپر شمن غلبہ پاسکتا ہے ہر چند کہ مرحوم نے شراب ناب کے محاسن نظم میں بیان کیے ہیں اسکا آخری شعر یہ ہے ؎

شراب ناب اے افسر کدورت دل سے دھوتی ہے
بنا دیتی ہے اس محفل کو جس محفل میں ہوتی ہے

اس شعر میں تخلص موجود ہے۔ لیکن دلدار نے دوسری نظم میں شراب کے قبائح اور مفاسد بیان کیے اسکے آخری شعر میں تخلص موجود نہیں دلدار بزبان صاحب مراد کہتا ہے ؎

تمیز و ہوش کو اک بوند پانی سے ڈبو دیتی ہے
بگاڑ دیتی ہے اس محفل کو جس محفل میں ہوتی ہے

لہذا ہم نہیں کہہ سکتے کہ جو نتیجہ ہم نے اس افسانے سے اخذ کیا ہے اس سے جناب مصنف بھی متفق ہیں یا نہیں۔ اگر متفق ہوتے تو اس شعر میں تخلص ضرور ہوتا۔ ناظرین کو اختیار ہے کہ نتیجہ کو ہمارا طبعزاد خیال فرمائیں یا جناب مصنف کا مفروضہ سمجھیں نتیجہ اگر انکی طرف منسوب کر دیا جائے تو واللہ باللہ انجناب کو مطلق شکایت نہو گی۔

ہمارا ارادہ تھا کہ تمام مضامین کی نسبت مفصل رائے ظاہر کریں مگر پھر خیال کیا کہ "نگراں" صاحب کا مضمون چوٹی کا مضمون ہے جب اسکی تنقید کیجا چکی تو دوسرے مضامین سے تعرض بیکار ہے ؎

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

ہم اعتراف کرتے ہیں کہ افسر صاحب کو اردو کی ترقی کا خیال ضرور ہے وہ چاہتے ہیں کہ اردو کو اپنی ذہانت کا زیر بار احسان بنائیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ قبل از محنت و مشقت انھوں نے تحسین ناشناس پر قناعت کر لی ہے ورنہ دشمن کی نگاہ سے اپنی تحریر دیکھتے اور قابلیت صرف فرماتے۔

ہمارے بعض تعلیم یافتہ دوستوں نے خدا جانے کس وجہ سے اردو کی اتنی معرفت کو کافی سمجھ لیا ہے جو اسکولی تعلیم میں حاصل ہوتی ہے۔ زبان کی باریکیاں سمجھنے کے لیے وقت محنت اور سلیقہ درکار ہے یہ کوئی آسان بات نہیں ہے ہم نے بارہا کہا اور ہمیشہ کہتے رہیں گے۔ شاید کچھ اثر ہو اور ہمارے [illegible] جوانوں کے ہاتھ میں آیندہ اردو کی باگ آنے والی ہے وہ متقدمین کی جانکاہیوں پر پانی پھیرنے سے باز آئیں قوم کے یہ نونہال ہم سے زیادہ قابل ہیں ہم سے زیادہ باریک بین ہیں ہم سے زیادہ نکتہ سنج ہیں علم وہی قابل قدر ہے جو انکے ہاتھ میں ہے لیکن ذوق کی کمزوری اور کاہلی یہ دو باتیں بالفعل ضرر پہنچا رہی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ باوجود ان نکتہ چینیوں کے "پیمانہ" کی ہرزہ سرائی پر "نوبہار" کی عبارت آرائی بہر حال مرجح ہے۔ رسالے کی لکھائی چھپائی ماڈرن فیشن کے مطابق کافی نفیس ہے ۱۲۵ صفحہ کا حجم ہے للعہ سالانہ قیمت ہے۔ رسل گنج علیگڈھ سے نوبہار شائع ہوتا ہے۔ ہم آیندہ بھی اس رسالہ پر وقتاً فوقتاً کچھ لکھیں گے۔

ناقد — خاکسار [illegible]

تازہ غزل

(از نتائج طبع جناب منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف)

قلم ہوتے ہیں سر گوں لگ کے وہ تیغ آزماتے ہیں
گلی کو از سر نو سر گنا نالہ بناتے ہیں

در جاناں پہ عاشق اسلیے بستر لگاتے ہیں
کہ اپنے گھر میں سوتے ہیں تو کھٹمل کاٹ کھاتے ہیں

ترے دیوانگانِ عشق کو یہ بھی نئی سوجھی
جب ان پر انگلیاں اٹھتی ہیں ٹھینگا دکھاتے ہیں

جناب جوش فرماتے ہیں سر گھرانے والوں سے
تماشا دیکھو ہم بیٹھے ہوے بیٹھے اڑاتے ہیں

چلتا ہے یہ طفلانہ ہوا خورشش تماشا ہیں
دل بیتاب کو ہم رات بھر جھجھکاتے ہیں

بوقت نزع عقدہ کھل گیا سب مرنے والوں کا
یہ ہچکی آ رہی ہے موت سے یا ہچکچاتے ہیں

خدا کے بعد اس دنیا میں جو کچھ ہے وہ نائی ہے
بلا تفریق جسکے سامنے سب سر جھکاتے ہیں

بجا کر تالیاں تقریر پر تحسین کے پردے میں
مہذب لوگ اسپیکر کو کیا الّو بناتے ہیں

خدا جانے یہ کس اُردو ادب کی ہے مشرق بیٹی
کہ جس سے آج کل ہم دست پیمانہ بناتے ہیں

نئی اُردو ہے گھوڑی کی آتش باتش نظر تنکے
دکھایا ہے وہ منظر جس گھوڑے سہناتے ہیں

کہیں صحرائے تنہا میں کوئی مست مناظر ہے
جسے وہ شیرۂ فطرت کے نشے گدگداتے ہیں

کہیں ہے حضرت منشی لطافت کا ہم سنتے
غرض یہ ہے کہ جھٹکے سے گنڈیری خوب کھاتے ہیں

ظریف ان بے تکوں سے اب بھلا کیوں ہیں بیتے
یہ نظم و نثر لکھتے ہیں کہ ظالم نثر چڑھ جاتے ہیں

توکل علیه الدوالی

[illegible] کی روزانہ [illegible] کے انگریزی [illegible] ہو گیا [illegible] کے سر پر [illegible] ۔

نوید منظوم

ہمارے شہر کے خوش طبع نامی گرامی نوجوان حکیم محمد مسیح ارادۃ اللہ انصاری سے بھلا کون شخص ناواقف ہوگا۔ خدا انھیں سلامت رکھے پنچ کے لیے کبھی کبھی سامان ظرافت مہیا کر دیتے ہیں چنانچہ فی الحال ایک رقعہ تہنیت و دعوت آپ کے ہاتھ آگیا۔ اسکا کچھ حصہ نظم ہے کچھ نثر ہے سلاستی سے دونوں حصوں کی چول اسکی ٹھیک ہے۔ جس ریاست کو ایسے کامل الاستعداد ورکیل میسر ہوں اسکی خوش قسمتی میں کیا کلام ہے۔ امید ہے کہ ناظرین پنچ کو حظ وافی ہوگا ہم سمجھتے تھے کہ لیاقت و قابلیت کا دنیا سے کوچ ہو چکا مگر نہیں ابھی دنیا صاحبان کمال سے خالی نہیں۔

نوید

بزم عشرت کامیابی وکالت دریچہ اول حضرت خوشتر ۹ ار صفر المظفر یوم جمعہ مبارک ۱۳۴۳ھ

اے عزیزو اس خوشی میں میری آ جانا ہے
کرکے شرکت میری عزت کو بڑھانا چاہیے

بخدمت جناب حضرت بھائی جان صاحب سلمکم مکرم دام اقبالکم۔

خدا کے فضل سے وہ دن دکھایا خدا نے اپنا قدم اٹھایا
ہے اب یہ وقت بہار خوشتر کہ درجۂ اول کو پا کے
خوشی وکالت کی رہ رہی ہے کہ اوج افلاک پر گئی ہے
بجا کے دف زہرہ گا رہی ہے کہ خوشتر نے پاس پایا
ہے اسکی ڈگری عجب نرالی بچایا یا رب نگاہ بد سے
ہمیشہ خوشتر پہ تیرے کرم خدا مصطفےٰ کا سایا
یہ دن جو ہم کو ملا ہے بہتر ہمیشہ مجھکو نصیب ہو کر
مدام ہوں بلا تا اسطرح بر میں اپنے احباب کو خدایا
امید کہ جس میں خدا نے مجب ہیں جو قبول ہو
عزیز اور دوستوں کو کہ یہ التجا ہی ہوں میں لایا
خوشی کی بزم کو بلانا ہے دور تو حسبہ آ کے کچھ ہم کو
کریں تناول جناب آ کر خدا نے یہ وقت ہے دکھایا
جناب عالی یہ اسکا احسان و زکر جلسہ عشرت دکھا
شریک اسمیں جو ہوگا ہم آن کو ہو منون مجھے بنایا

شریک بھی جو آپ بعد انکے نوت تو سیلاد مصطفےٰ کے
ثواب حاصل ہو مجھکو جس سے یہ وقت ہے بیچ بیچگانا
بس اپنی خوشتر یہی دعا ہے یہی طبیعت کا مدعا ہے
کہ جتنے احباب چاہتا ہے قبول یہ عرض ہو خدایا

قبلہ کونین دکعبہ دارین کہ شفقت بزرگانہ سے خاکسار امیدوار ہے کہ بروز مذکورہ بالا ۱۹ صفر المظفر مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۲۴ء یوم جمعہ مبارک مع متعلقین شریک عشرت طلب فرما کر خادم کو ممنون فرمائیگے فقط باقی خیریت ہے۔

.... جنرل پلیڈر گورنمنٹ آف جاورہ۔

عرضیہ ہذا بعد ملاحظہ روانہ کچہری الغرض ملاحظہ حضرت جاوج صاحب قبلہ مضمون واحد ہو کر منصرع رسول آباد ہا لبخدمت جناب والد صاحب قبلہ کونین دکعبہ دارین در سلسلۂ کر مضمون واحد ہو کر جملہ صاحبان شریک پذیر ہو کر مرقومہ ممنونی و شکر گذاری عطا فرما جاویں جو باعث فخر خادم ہوگا دیگر بعید شفقت بزرگانہ سے ہیں ممبر برادرم قاضی جمیل الدین احمد منیجر مضمون دعوت ہو کر یاد کر کے ضرور ضرور جمیل الدین کو خط دکھلا کر کچہری روانہ کرنا سنت تاکیدیں مبارک باشد۔

حکیم محمد مسیح ارادت اللہ انصاری فرنگی محلی

نقل مطابق اصل

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

آسان سخاوت

حافظ شیرازی نے یہ شعر کہہ کے سخاوت کی ایک نئی راہ کھول دی ہے ۔

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

گدائے بیکے شاہ تک سبکے منھ میں خدا کے زبان دی ہے اس قسم کی سخاوت پر قادر ہے اس بیان کی بنا گاہ ہے کہ زبان کا بخیل ہو۔ مثلاً ایک بندۂ خدا کا ذکر ہے کہ پرانے مکان میں رہتے تھے ہمراہ بھر وہ بیٹھے اوگھا کرتے تھے دروازہ کسی وقت بند کرتے تھے کسی نے سبب پوچھا تو کہنے لگے بھائی کس نیت



خیالی مشین اور سائنس کا کمال

(تخیل ماخوذ از لندن پنچ)

گوارا کروں اگر روزنہ یوں ہی دروازہ کھلوں بند کروں تو پائزدہ کا تو ہا گھس جائے۔ اس قسم کی بخیل زبانی مہیج بنچ میں بھی کنجوسی دکھائے گا۔

حافظ شیراز نے "خال ہندو" کو سمرقند و بخارا اس شرط پر بخشنے کا ارادہ کیا کہ اُن کا معشوق اُن کا دل ہاتھ میں لے۔ سمرقند و بخارا کوئی لنگے والد مکرم کا ورثہ یا ترکہ نہ تھا۔ کجا شیراز کجا سمرقند و بخارا مگر دل کے سخی تھے۔ دینا بجائے خود ثابت ہے جس نے زبان سے کہا اس نے کیا۔ ہم سے پوچھیے تو حافظ شیراز سے زیادہ پنجاب کے ڈاکٹر سیف الدین کچلو سخی حاتمی ہیں۔ آپ بڑے بڑے آزاد کرنے میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ قید خانہ تشریف لیجانے کے بعد اسلام آپ کا منت گزار ہی چکا۔ ہندوستان آپ کی ملک میں آ ہی گیا اب آپ کو اختیار ہے دونوں کو جس کل چاہیں بٹھائیں جس بھل چاہیں اٹھائیں حافظ شیرازی سمرقند و بخارا پر دسترس نہ رکھتا تھا مگر آپ کو ہندوستان پر اختیار کامل حاصل ہے اس لئے بتقاضائے عشق و عاشقی ایک ہندو خال و رخ محبوبا کو دونوں جاگیریں دینے کا ارادہ کیا آپ حفاظت جزیرۃ العرب و اسلام پر آزادی ہند تصدق کر رہے ہیں۔ دیکھو یارو ہمارا ہندوستانی بھائی ایک ایرانی شاعر سے سخاوت میں کتنا آگے ہے۔

جتنے بانی مذہب آج تک ہوئے وہ سب اپنے آپ کو دُنیا کا مالک سمجھتے تھے مگر اتنی سخاوت ہم نے اُن میں بھی نہ دیکھی۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار ہندوستان میں آگے چل کے رنگ لائے گا خصوصاً اگر خدا نخواستہ ابن سعود (بقول ملک حسین معزول) یا ابن سعود سے اور انگریزوں سے بگڑی اُنجھی تو اسوقت ہندو مسلمان کو سپاہی بن کے عرب کے میدان میں جانا آسان ہوگا اور کوئی اخلاقی و یادو مانع نہ ہوگا۔ ایسے اوقات میں اگر مسلمان اپنے مذہب کا پاس کریں تو انگریزوں سے بگاڑنا لازمی ہے مذہب سے روگردانی کریں تو نہ حفاظت اسلام کا مقصد پورا ہو سکتا ہے نہ حفاظت جزیرۃ العرب کا تقرر ہی دیجئے پہلے فرض کر لیجیے کہ انگریزوں سے اور عربوں سے

جنگ چل گئی آپ رہتے ہیں ہندوستان میں آپ کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ نہیں ہے اور ہندوؤں کے وطن ہندوستان کو آپ بقول سبز پری کے

"ایڑی چوٹی پہ موتے دیو کو قربان کروں"

ابھی سے نچھاور کر چکے۔ بس اب آپ کے پاس کیا رہ گیا۔ سوائے اسکے کہ آپ زبانی رستم ثانی دشمن روانی کے جوہر دکھائیں اور کیا بنا لیجیے گا؟ زبانی ہی کھاتا انجمن حمایت الاسلام میں چل سکتا ہے میدان جنگ میں بیکار ہے۔ ہندو تو بڑی چیز ہیں۔ اگر ہندوستان کا کوئی قلیل التعداد فرقہ بھی انگریزوں کا ساتھ دیتا رہے تو وہ یہاں دندناتے رہیں گے۔ کوئی گوش ورزندہ نہ سمجھے کہ اس مضمون میں انگریزوں کا رعب قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے یا ہندوؤں کی بیجا حمایت ہے یا مسلمانوں کا ضعف ظاہر کیا گیا ہے کسی فرقہ یا شخص کی بیجا حمایت انھیں کو مبارک ہو جنکا کام محض لوگوں کی بیجا حمایت پر چل رہا ہے اس قسم کے کلمات سے کوئی فائدہ ہوگا ہاں دیکھے دل برے ہو جائینگے اگر یہ کوئی اچھی بات ہے تو یار و شوق سے ایسی ڈینگیں ہانکو۔ اور ایسی سخاوتوں سے مستفید ہو۔ ہم خوش ہمارے پڑوسی خوش مگر لفظی فیاضیاں ہیں۔ ایک لونڈی بھی ایسی ہی فیاضیاں دکھایا کرتی تھی۔ اس بیچاری نے بی بی کے صندوقچے سے دو اشرفیاں چرائیں آپ جانیے دو اشرفیاں تھوڑی نہیں ہوتیں۔ اشرفیاں بٹوے میں خاموش پڑی ہوئی تھیں مگر دل کا ولولہ چین سے بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ آخر وہ اس بھرے پڑے خزانے کا مصرف سوچنے لگی۔ آقا کی تین لڑکیاں تھیں لونڈی کے تین لڑکے تھے۔ ایک کا نام رجبا دوسرے کا نام منگا تیسرے کا ہینگا۔ دل میں آیا کہ لگے ہاتھوں تینوں لڑکوں کی شادی آقازادیوں کے ساتھ کر دو۔ گویا ان دو اشرفیوں کے ہاتھ لگتے ہی وہ اپنی آقازادیوں کی بھی مالک ہو گئی۔ اوہو! بھلا چھوٹے سے دل میں اتنے عظیم الشان ولولے کی گنجائش کہاں

علانیہ زبانی غلط بخشی و فیاضی ہونے لگی:-

چھوٹی مجھنیا (خوزادی) رجبا کا
منجھلی مجھنیا منگا کا۔
بڑی مجھنیا ہینگا کا۔

مظروف جب ظرف سے زائد ہو جاتا ہے تو یہی حالت ہوتی ہے۔ اس لونڈی کی ہرزہ سرائی نے معلوم نہیں کیا نتیجہ پیدا کیا لیکن مورخ یہی رائے لکھتا ہے کہ غریب کی بڑی طرح خبر لی گئی ہوتی۔ کسی کے گورے گورے مکھڑے پر چاند سورج کو صدقہ کر دینا ایسا ہی ہے جیسے حفاظت جزیرۂ عرب پر آزادی ہند کو منحصر رکھنا چوڑھے پر رکھنا۔

ہمیں افسوس ہے کہ لکھنؤ جرائد اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے وہ ہر قسم کی لاف زنی اور یاوہ گوئی کو بلفظ شائع کرتے ہیں بے شک خریداروں کی اشاعت کا یہ ذریعہ ہے اور مجرب ذریعہ ہے مگر اسکو دو مختلف المذاہب قوموں میں اصلاح سے کوئی علاقہ نہیں۔ دُنیا جانتی ہے کہ آپ خلافت کی حفاظت پر قادر ہیں نہ مکہ معظمہ و جزیرۃ العرب کو بچانے کی قوت رکھتے ہیں نہ تبلیغ اسلام کے طریقے جانتے ہیں۔ آپ ہندوستانی مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اچھی خاصی جوتی بیزار کی بنا ڈال رہے ہیں۔ اس افتراق کے بعد ہندوؤں سے بھی مستعد پیکار رہیں۔ اور حکومت وقت سے تو آپ نے مقابلہ کر لیجیے۔ اگر کوئی صاحب عقل آپ کے یہ جملے سنے: "میری آرزو ہے کہ وہ کفر جو میری قوم کے اندر آگیا ہے اس کو پاش پاش کر دوں"

تو وہ یقیناً آپ کی صورت دیکھ کے خاموش ہو جائے گا بھلا جس "قوم کے اندر "کفر آگیا ہے" وہ آپ کی قوم کیونکر ہوئی۔ اسلیے کہ وہ تو کافر ہو گئی۔ اسے افغانی ملاؤں کے سپرد کرنا چاہیے تاکہ وہ سنگباری کی تجربات کا حظ حاصل فرمائیں۔ شکر ہے کہ اپنی قوم کے اندر ایک آپ ہی کفر سے بچ گئے اور باقی سب مرتد ہیں۔

راقم

حکیم ابو البیث محمد مسیح ارادت اللہ انصاری رضوی
آنریری جنرل سکرٹری انجمن تبلیغ المسلمین فرنگی محل لکھنؤ۔

نوٹ - ہمارے مہربان نے پنچ کی نعلہ خصائل "پنچ" کی سرخی غصب کر لی - خیر! اُن کے لیے بھی مباح ہے - حکیم صاحب کی رائے سے ہمیں اتفاق ہے اصلی اور مصنوعی دونوں قسم کے لیڈر اس نازک وقت میں اگر اپنی زبان کو احتیاط سے استعمال فرمائیں تو بہتر ہے۔ تاویلات کی بہت گنجائش ہے - اعتراض کے بعد فلاں مطلب نہ تھا اور فلاں مطلب تھا کہنا تضیع وقت ہے - لاف زنی اور اپنی معدوم الاخر قوت کے اظہار کا یہ موقع نہیں - آگے آپ جانیے آپ کا کام جانے ہٹنے بھر کے ہم بھی گنہگار ہیں - ایڈیٹر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

خردہ صحت

حکیم سید علی تقی صاحب ہندو مسلمانوں کی جنگ میں قرولی کا زخم کھا گئے تھے چوٹ ناحق کی تھی یعنی آپ سودا لینے :-

بازار میں گئے تھے اک چوٹ مول لائے

شکر ہے کہ اچھے ہو گئے - جان بچی اور لاکھوں پائے - اُنھیں لازم ہے کہ بھول جائیں اور معاف فرمائیں بلکہ اسکے عوض ہندو مسلم اتحاد میں سعی کریں تاکہ دوبارہ قرولی سے سامنا نہو۔ اسوقت میدان خالی ہے کوئی مستقل خلوص نیت کے ساتھ اتحاد فریقین کی کوشش نہیں کرتا -

"زمیندار"

لاہور سے اس نام کا ایک روزنامہ پرچہ جاری ہوا ہے تیئیس نمبر ہم نے دیکھے اسکا نام ہی اجرا کے مقصد پر حاوی ہے - مگر حمایت دو طرح کی ہوتی ہے ایک مناسب ایک غیر مناسب ابھی تک اس نے جادۂ اعتدال و تناسب سے باہر قدم نہیں رکھا ہے زبان کے اعتبار سے بھی بہ نسبت "پیام" وغیرہ کے بدرجہا بہتر ہے - صاف و سادہ و قابل فہم زبان میں مطلب ادا کرتا ہے - ۲۰ صفحے ۲۲ بر ۲۶ ۱/۲ کی حجم ہے کاغذ بھی اچھا ہے مگر روزنامہ پرچوں میں ایسا کاغذ صرف کیا جاتا ہے - خبروں کے اقتباس میں بھی خوش سلیقگی نمایاں ہے - کرم چند صاحب ایڈیٹر اور منشی شیو ادھوری ڈائرکٹر آف پالیسی ہیں - سالانہ قیمت ۲۰ روپیہ

ذبیحے کا نسب نامہ

یہ خبر اس زمانہ میں بڑی توجہ کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہماری میونسپلٹی نے گوشت خواری کے انسداد میں ایک حد تک کامیابی حاصل کر لی ہے اگر یہی حال رہا تو انشاء اللہ گوشت خواری کے ساتھ ہی انسانی طبیعت کی خونریزی و خونخواری کی جڑ اکھڑ جائے گی یعنی خبر ہے کہ میونسپلٹی نے گوشت والوں پر ایسے قوانین نافذ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے جو ان بیچاروں کا ناطقہ تنگ کر دینگے (بزبان پنچ)

مثلاً جو کوئی بکری جیسی نسل بنا کر شہر میں آئیگی مسلخ میں نہ آنے پائے گی جو کھال پر بیٹھ کر یہیں ہوں سب شمار ہو کر رجسٹر کرانے چاہئیں - پیدائش کا رجسٹر پیش کرنا ہو گا کہ جانور کب پیدا ہوا اسکے ماں باپ کہاں کہاں چرائی پر گئے پیدا ہونے کے وقت کے مرتبہ ماں چلائی کے وقت بچہ بیٹھا - کتنی دیر تک پیدائش کسقدر ہوئی - کیا ڈاکٹر کو اسکی نبض دکھلائی گئی یا نہیں اگر نہیں تو کیوں - اور یہ بھی کہ میونسپلٹی کی دوائیں جو عموماً بیکار ہی رہتی ہیں کیوں مدد نہیں لی گئی - یہ جگالی نامہ یومیہ جس میں لکھنا پڑیگا کہ دن بھر کی جگالی میں بکری کے مرتبہ منھ چلاتی ہے - مینگنیاں کتنی کھاتی جسمیں ساخت اور ساخت مقدار اور مصرف کی تفصیل ہو گی - غرض کچھ ایسے ہی شرائط ہیں جنھوں نے دوکانداروں کو دوکانیں چھوڑ کے گھر بیٹھ رہنے پر مجبور کر دیا ہے - تین روز سے مرغیوں کو بیتی بھی نہیں دیتا کی جھچھڑے نہونے کے سبب سے بلیوں کا نرغہ ہے -

بنگال کی حکومت حسن انتظام کے بہترے دکھڑے ہے دھڑلے سے گرفتاریاں ہوئیں اور ابھی سلسلہ موقوف نہیں ہوا ہے - مسٹر ستیم ظریفی یہ ہے کہ حکومت چمکار رہے ہیں اور دھیرے دھیرے کی نمائش بھی جاری ہے - خدا ہی جانے کہ لوٹ صاحب کی یہ بات کون سنے گا زبردہ واللہ تم اپنے دل میں کچھ اور خیال نہ کرنا یہ خالی خولی انتظامی کارروائی ہے بات یہ ہے کہ بیچاروں کے کیڑے سوراجیوں کے ذیل میں پیدا ہو گئے ہیں - انھیں کی دیکھ بھال مقصود ہے - ورنہ سوراجی تو ہمارے پرانے دوست ہیں ہم سوراج کے حامی ہیں مگر سوراجی کی ضد ہی ..... ہاں ..... کچھ ..... (کان اودھر لاؤ) کھٹکتے ہیں - شباز عمل خوانی کے سوا اس بزم عمل میں کوئی دلچسپی نہیں ہے یہ بس عمل پڑھ کے دم کرتے ہیں - پنچ

"قدرتی تقاضا کے مطابق سوراجیوں میں کونسل میں آزاد خیالوں میں ان کمزوریوں سے بیرونی کا نفع والا پیدا ہو گیا ہے سب دولیت ایکٹ پر شورش کا ذکر ہوا تو ہم نے کہا تھا کہ یہ خواہ مخواہ کا قانون فضول ہے تو قانون ساز دہلی کی ڈگری تلاش کرو یہ میں بیسیوں پاس شدہ یا پیش شدہ مسودے مل جائیں گے جو رولیٹ ایکٹ کا باپ ہیں چنانچہ تحریرات ہند میں ۱۲۴ الف ۔ اپنے جوہر دکھا رہے جس قانون کا نام ترمیم ضابطہ بنگال ہے اسکا لباس صرف بدل دیا گیا ہے ورنہ وہ خود ہے پرانا -

معذرت

ایڈیٹر صاحب کی بیماری کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اور یہ جو بھی چاہے باری کا بخار ہو جائے مگر جاری ہے بفضل خدا اس سال ابھی تک کوئی نمبر ناغہ نہیں ہوا۔ تو ہم ہو جائے یا خلاف وقت شائع ہونے کی ہم قسم نہیں کھاتے دیہاتی کی بیماری جدید ہیں ہے منشی سجاد حسین مرحوم کے وقت سے ہے بہ نسبت دوسروں کے ہمیں کسی قدر زیادہ محنت سے سامنا ہوتا ہے اور یہ اسوقت تک ہوتا رہے گا جب تک کہ لوگوں کو نامہ نگاری کا شوق پیدا نہیں ہوتا - لہذا عذر قبول فرمایئے اور بیبلی کو پاس پھٹکنے نہ دیجیے بلکہ توسیع اشاعت کے لیے زبان کو حرکت دیجیے یعنی دیر رسی کا انتقام دلوا دیجیے - فقط

منیجر

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگا لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دیانت بھی ہو رہا ہے کہ پرچہ اور مضامین پرچہ کی قابلیت اڈیٹر کی استعداد سے انہیں کافی واقفیت ہو گئی انکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچے جو دفتر میں بچ رہتے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کر دیتے ہیں۔ طالب نمونہ کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اسکے مذاق کے موافق مل جائیں تو دوام وصول ۔ ورنہ پنچ بھی ہزار زحمت کھائی ہو ما بخیر شما بسلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے اسلئے حضرت منی آرڈر بھیجئے کہ ہم انتظار وصول زر سے اور آپ انتظار ورود و صولیابی کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہوں۔

۳۔ بعض قدرداں ذرائع ختم مدت ختم خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچے اس عرصہ میں ناغہ ہو گئے سب بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ ان کی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں موجود ہوں۔

۴ جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف ۲ ہفتہ کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں بعد اسکے تعمیل کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجے اور پرچہ منگائیے۔

۵۔ اگر و پرچہ اودھ پنچ لکھنؤ کے ہیں آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانے سے پہلے اپنی قدردانی یاد نہیں ہو بلکہ اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی ہمدانی کوشش بھی فرمائیے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔

والسلام　　منیجر

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچے فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب فی آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۳ء کی چند ہی جلدیں باقی ہیں شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد مع محصولڈاک

(۲) جلد ۱۹۲۲ء کے ... نمبروں میں الف لیلہ کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد عہ علاوہ محصولڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ